باب ۱۸٦

فتح مکہ کے بعد چند روز کی روداد

سنہ ۸ ہجری رمضان کے آخری دو عشرے اور شوال کے پہلے چند روز

خالد بن ولید! ٹھہر جاؤ۔ میرے اصحاب (سابقون الاوّلون) کو کچھ کہنے سے باز رہو۔ اللہ کی قسم! اگر اُحد کا پہاڑ سونے کا بن جائے اور وہ سارے کا سارا تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی میرے اِن اصحاب میں سے کسی ایک کی ایک صبح کی عبادت یا ایک شام کی عبادت کی قدر و قیمت کو نہیں پا سکتے۔

[رسول اللہ ﷺ، ایک موقع پر جب خالد بن ولیدؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے سخت کلامی کی]

باب۱۸۶

فتح مکہ کے بعد چند روز کی روداد

ابراہیم علیہ السلام کا ورثہ اُس کے حق داروں کے پاس واپس

قریش نے مکہ میں کامل امن وامان پایا اور وہ مطمئن ہوگئے کہ فاتحین کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے قریش کی بے عزتی ہو یا کوئی نقصان پہنچ جائے، اُنھیں یہ بھی یقین آگیا کہ مکہ میں مسلمانوں پر انھوں نے جو ظلم ڈھائے تھے اُن کا انتقام نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی مدینے چلے جانے والوں کے گھر بار اور اموال پر جو ناجائز قبضہ اور تصرف کیا تھا وہ تک اُن سے واپس نہیں مانگے جائیں گے یا اُن کا تاوان طلب نہیں کیا جائے گا۔

فضالہ بن عمیر ایک نڈر اور باہمت شخص تھا۔ جب آپ ﷺ طواف کر رہے تھے تو وہ قتل کی نیت سے آپؐ کے قریب ہوا، لیکن آپؐ نے بتادیا کہ اس کی نیت کیا ہے۔ اس پر وہ جان گیا کہ آپ نبیؐ برحق ہیں، ایمان لے آیا۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ، صحن کعبہ کے ایک گوشے میں اسید بن ابوالعاص کا بیس سالہ بیٹا عتّاب، ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ کعبے کی چھت سے بلالؓ کی اذان کی آواز گونجی تو عتاب نے کہا: اللہ نے میرے باپ اسید کو یہ عزت دی کہ اِس لمحے کے آنے سے پہلے موت دی، وگرنہ آج اُسے یہ ناگوار چیز سننی پڑتی۔ اس پر حارث نے کہا: سنو، واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) حق پر ہے (اللہ کے سچے نبی ہیں) تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: دیکھو! واللہ! میں کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے متعلق خبر دے دیں گی (یاد رہے کہ سفیان اسلام قبول کر چکے تھے)۔ کچھ دیر بعد نبی ﷺ ان حضرات کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابھی تم لوگوں نے جو باتیں کی ہیں، وہ مجھے معلوم ہو چکی ہیں۔ پھر آپؐ نے اُن کی گفتگو دُہرادی۔ اس پر حارث بن ہشام اور عتاب بن اسید بول اٹھے: واللہ! کوئی شخص ہمارے ساتھ تھا ہی نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے آگاہ ہوتا اور ہم کہتے کہ اُس نے آپؐ کو خبر دی ہوگی، پس ہم ایمان لائے اور شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہی عتاب بن اسید ہیں جن کا ذکر پچھلے باب کی آخری سطور میں کیا گیا تھا۔ اگرچہ کہ زیرِ نظر باب کے اگلے دو ٹکڑے (sections) اس باب کے مرکزی مضمون سے تھوڑے سے جدا محسوس ہوں گے لیکن بہتر ہے کہ قارئین جانیں کہ ہمارے یہ دو گم نام بزرگ کون تھے!

❄❄❄❄

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت اَبو عبدالرحمن تھی، اُموی قریشی ہیں آپ کا نسب یوں آگے بڑھتا ہے: اَسید بن اَبوالعاص بن اُمیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ گویا بنو بکر کے ایک فرد تھے۔ آپ مکہ میں، رسول اللہ ﷺ کی بطور نبی بعثت کے ایک برس پر کچھ زائد ایّام گزر جانے پر پیدا ہوئے گویا ہجرت کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکل رہے تھے، آپ بارہ برس کے تھے اور فتح مکہ کے موقع پر آپؓ کی عمر بیس برس تھی۔ فتح مکہ کے دن (۱۷ رمضان ۸ ہجری) ایمان لائے۔ آپ ﷺ نے حنین و طائف کے غزوات سے فارغ ہو کر اور پھر عمرہ ادا کر کے مدینہ روانہ ہوتے ہوئے اِن کو (عتاب بن اسیدؓ) مکہ کا گورنر مقرر فرمایا اور معاذ بن جبلؓ کو وہاں دین کی تعلیم؛ تلاوت اور تزکیے کے لیے اپنا نائب مقرر فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو قرآن اور دین (یعنی اسلامی تہذیب و تمدن اور زندگی گزارنے کے طریقے) سکھائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے مدینۃ النبیؐ (یثرب) روانہ ہونے کے کچھ ہی ہفتوں بعد حج کا موقع آگیا اس طرح مسلمانوں کے لیے یہ پہلے امیر تھے جن کی سربراہی میں حج ادا کیا گیا۔ اس برس مسلمانوں نے اپنے طریقے اور مشرکین نے اپنے طریقہ پر حج ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مکہ کی امارت عتاب بن اسیدؓ ہی کے پاس رہی۔

عتاب رضی اللہ عنہ کی دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ کئی برس مکہ کے گورنر رہے، مگر بحیثیت گورنر کسی سے کبھی کوئی چیز/تحفہ قبول نہیں کیا، ایک مرتبہ کسی نے دو چادریں پیش کیں، انہیں لے کر اپنے غلام کیسان کو دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی گذر اوقات کے لیے بیت المال سے دو درہم روزانہ مقرر فرمائے تھے، عتابؓ ہمیشہ اسی پر قانع رہے اور کہا کرتے تھے کہ جو پیٹ دو درہم میں نہیں بھرتا، اللہ اس کو کبھی نہ بھرے گا۔ (اور پیٹ تو صرف قبر کی مٹی ہی سے بھرا کرتا ہے!)

اہل مکہ نو مسلم تھے اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی وہ صحبت نہیں پائی تھی جو اہلِ مدینہ کو حاصل رہی، اس لیے نماز باجماعت کی وہ ویسی اہمیت سے آشنا نہیں تھے جیسی کہ وہ ہے، چناں چہ عتابؓ نماز باجماعت کے معاملے میں اتنے متشدد تھے کہ امارتِ مکہ کے زمانہ میں قسم کھا کر کہتے تھے، کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ ادا کرے گا، اسے سخت سزا دوں گا، باجماعت نماز سے غفلت منافقوں کا کام ہے۔

واقدی کے مطابق امیر المؤمنین، خلیفہ اوّل، صدیق اکبرؓ کی وفات کے روز ہی پچیس برس کی عمر میں آپ بھی مکہ مکرمہ میں موت سے ملاقی ہوئے، مہاجرین و انصار کے سابقون الاوّلون کی مانند انتہائی صالح اور متقی تھے۔ ارباب سیر انہیں فضلاے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کرتے ہیں۔ اس بیس سالہ نوجوان لڑکے کے یہی وہ اوصاف عالیہ تھے کہ جن کے ظاہر ہونے سے پہلے نگاہِ نبوت نے اِن کی پیشانی میں دیکھ لیا تھا یا نگاہِ نبوت کے انتخاب کی برکت تھی جس نے اِن کو اِن سے متصف کر دیا۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی   سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

مکہ میں عباسؓ اور ابوسفیانؓ جیسے بڑے دسیوں اکابرینِ قریش کی موجودگی میں ظاہر ہے کسی اور کو گورنر بنانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فیصلہ تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے فرد کو جس نے اپنی بلوغت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ایمان نہیں لایا یا جو بدر واُحد کے میدانوں میں مشرکین کی جانب سے شریکِ جنگ تھا، قیادت نہیں سونپی بلکہ ایک بیس سالہ نومسلم قریشی کو امارت سونپ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جن علاقوں یا قبائل پر آپؐ فتح پا لیتے تھے اور وہاں کے حکمراں یا سردار ایمان لے آتے تو اُن سے قیادت نہیں چھینی جاتی تھی بلکہ اُن ہی کے سپرد رہنے دی جاتی تھی۔ یہی وہ بات تھی جو سلاطین کے نام خطوط میں آپؐ نے لکھی تھی کہ اگر ایمان لے آؤ گے تو حکومت اور سرداری پر برقرار رہو گے۔ مکہ کے بااثر لوگ اور سردار چوں کہ آپؐ کی دشمنی پر اور آپؐ سے جنگ پر اتنے طویل عرصے قایم رہے اس لیے آپؐ نے اُن میں سے کسی کو مکہ کا گورنر نہیں بنایا، اُن کے مقابلے میں بنوامیہ کے بیس سالہ عتاب بن اسیدؓ کا انتخاب کیا، جنھوں نے ثابت کیا کہ وہ اس کے اہل ترین فرد تھے۔

❋❋❋❋

حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ

عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے سگے بھائی حارث بن ہشام بن مغیرہ جن کی کنیت ابوعبدالرحمن قرشی و مخزومی ہیں۔ اِن کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی غریبوں اور مسکینوں اور ناداروں کی از بس مدد کرتے تھے۔ اس معاملے میں مکہ میں اِن کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرو بن ہشام کے ایمان لانے کی بڑی تمنا تھی اور آپؐ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ عمر بن الخطاب اور عمرو بن ہشام میں سے کسی ایک کو ایمان کی توفیق عطا فرما، اسی طرح اُس کے بھائی حارث بن ہشام کے لیے بھی آپؐ اسلام کے متمنی تھے، ایک مرتبہ ان کا ذکر آیا تو فرمایا: حارث سردار ہیں، کیوں نہ ہوں، اُن کے باپ بھی سردار تھے، کاش اللہ انہیں اسلام کی ہدایت دیتا۔

بدر و اُحد میں مشرکین کی جانب سے لڑے تھے۔ فتحِ مکہ کے دن ایمان لائے اسلام کے بعد سب سے پہلے غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ چوں کہ فتح کے بعد مہاجرت کا اعزاز ختم کر دیا گیا تھا، اس لیے مکہ ہی میں رہے تاہم رسول اللہ ﷺ کے دمِ آخر مدینہ میں موجود تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں ہونے والے مشورے اور مکالمے میں شریک تھے، ایک بات جو انھوں نے وہاں کہی وہ تاریخ میں امر ہو گئی۔ اُنھوں نے کہا کہ: "اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ نے الأیمۃ من قریش نہ فرمایا ہوتا تو ہم انصار کو بے تعلق نہ کرتے، کیوں کہ وہ اس کے اہل ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں کوئی شک و شبہ نہیں، اگر قریش میں صرف ایک شخص باقی ہوتا تو بھی اللہ اس کو خلیفہ بناتا۔"

ابو بکرؓ نے جب شام پر حملے کا عزم کیا تو ساری زندگی سوائے حنین کے شرکت سے محرومی کی تلافی کے لیے بے چین ہو گئے اور مکہ سے روانہ ہوئے تو مکہ کے غرباء جن کے گھر کے چولھے اِن کی عنایات سے گرم رہتے تھے جمع ہوئے اور بہت مغموم ہو گئے، اس اجتماع کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تکریم جان کر زار و قطار روئے۔ اور الوداع کہنے والوں سے کہا، کہ جہاد کے اِس زریں موقع کو بھی چھوڑ دیا تو اگر مکہ کے تمام پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور اُن سب کو ہم اللہ کی راہ میں لٹا دیں تب بھی اس جہاد میں گزارے ہوئے ایک دن کے برابر اجر نہیں پا سکتے کہ اُن لوگوں کے مقابلہ میں جہاد پر جا رہے ہیں۔

جنگ یرموک میں، حارثؓ بھی سخت زخمی ہو گئے دم واپسیں پیاس کا غلبہ ہوا، پانی مانگا، فوراً پانی لایا گیا، پاس ہی ایک دوسرے زخمی مجاہد تشنہ لب پڑے تھے، فطری فیاضی نے گوارا نہ کیا کہ ان کو پیاسا چھوڑ کر خود سیراب ہوں؛ چنانچہ پانی ان کی طرف بڑھا دیا، ان کے پاس ایک تیسرے زخمی اسی حالت میں تھے، اس لیے انہوں نے ان کی طرف بڑھا دیا، ان کے پاس پانی پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ دم توڑ دیا، تینوں نے پانی پیے بغیر شہادت پالی۔

❄❄❄❄

قارئین آیئے ہم دوبارہ حرم میں چلتے ہیں جہاں فتح مکہ تاریخ کے اوراق میں ثبت ہو رہی ہے۔ اُس روز بنو خزاعہ نے بنو لیث کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا کیوں کہ بنو لیث کے ہاتھوں ان کے ایک فرد کو کبھی زمانہ جاہلیت میں مارا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا: خزاعہ کے لوگو! اپنے ہاتھ قتل (وغارت گری) سے روک لو کیوں کہ قتل اگر نفع بخش ہوتے تو بہت قتل ہو چکے (اور) تم نے ایک (بے گناہ) آدمی کو قتل کیا ہے کہ (جو خود قاتل نہ تھا بلکہ قاتل کے قبیلے سے تھا) میں اس کی دیت لازماً ادا کروں گا۔ پھر میرے اس مقام کے بعد

اگر کسی نے کسی کو (بے گناہ کو) قتل کیا تو مقتول کے اولیاء کو دو باتوں (میں سے ایک) کا اختیار ہو گا۔ چاہیں تو قاتل کا خون بہائیں اور چاہیں تو اس سے دیت لیں۔ آپ ﷺ نے کسی کے مطالبے پر یہ ضابطہ لکھوا دیا۔

ناقابل معافی مجرمین

عام معافی سے قطع نظر تیرہ (۱۳) بڑے اسلام دشمنوں کے لیے رسول اللہ ﷺ اعلان کیا کہ اِن کو قتل کر دیا جائے۔ ذیل میں اِن افراد کے نام دیے گئے ہیں اِن میں سے پہلے نو (۹) کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ کعبے کے پردے کے نیچے بھی پائے جائیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ تاہم جس کسی کو بھی کسی مسلمان نے امان دے دی یا اِن میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اُسے معافی دے دی گئی۔

(۱) عبدالعزیٰ بن خَطَل (۲) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (۳) عکرمہ بن ابی جہل

(۴) حارث بن نُفیل بن وہب (۵) مقیس بن صبابہ (۶) ہبّار بن اسود

(۷،۸) ابنِ خطل کی دو لونڈیاں ارنب اور ام سعد جو نبی ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں (۹) عبدالمطلب، کی لونڈی سارہ

(۱۰) حارث بن طلال خزاعی (۱۱) وحشی بن حرب (۱۲) ہند بنت عتبہ

(۱۳) کعب بن زہیر

اب ہم آنے والی سطور میں اِن تمام ۱۳ افراد کے انجام کے بارے میں بتاتے ہیں، مگر یہ ذہن میں رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ اپنے اچھے یا برے انجام کو فوراً ہی مکے میں اِنھی ایام میں پہنچ گئے تھے۔ بعض لوگ بھاگ نکلے اور مہینوں بعد مدینے میں حاضرِ خدمت ہو کر ایمان لائے اور معافی پائی۔

۱. عبدالعزیٰ ابن خطل خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو، انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

۲. عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جان بخشی کی سفارش کے ساتھ لے گئے آپؐ اس امید پر خاموش رہے کہ کوئی صحابی اٹھ کر اسے قتل کر دے، لیکن کوئی نہیں اُٹھا تو آپؐ نے معاف کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی ایک بار اسلام قبول کر چکا تھا اور ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا لیکن پھر مرتد ہو کر بھاگ گیا تھا۔

۳. عکرمہ بن ابی جہل کے بارے میں جیسا کہ پچھلے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ انھوں نے مسلمانوں کے دستے کی مکے میں مسلح مزاحمت کی تھی لیکن خالدؓ بن ولید کی قیادت میں اس مزاحمت کو فرو کر دیا گیا تھا۔ ان کی بیوی اُمِ حکیم جو ابو جہل کی بھتیجی تھیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے شوہر عکرمہ کے لیے رسول اللہؐ سے معافی کی درخواست کی جو بخوشی قبول کر لی گئ۔ اُمِ حکیم خود یمن گئیں اور انھیں اپنے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس لائیں۔ جب ان کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم اطہر سے چادر گر پڑی۔ اور گلے لگاتے ہوئے فرمایا (مَرْحَباً بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ) اے ہجرت کرنے والے سوار مرحبا پھر عکرمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہادی سرگرمیوں خصوصاً ارتداد کے خلاف مہمات اور جنگ یرموک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ اسلام کے خلاف خوب سرگرمی دکھائی، اب ضروری ہے کہ اُس سے بڑھ کر اسلام کے لیے جہاد کریں اور اپنی اس بات کا حق ادا کر دیا اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

۴. حارث بن نُفیل بن وہب یہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ اسے علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا

۵. مقیس بن صبابہ کو نُمیلہ بن عبد اللہ نے قتل کیا۔ مقیس بھی پہلے مسلمان ہو چکا تھا لیکن پھر ایک انصاری کو قتل کر کے مرتد ہو گیا اور بھاگ کر مشرکین کے پاس چلا گیا تھا۔

۶. ہبّاِر بن اسود نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی ہجرت کے موقع پر اُن کے اونٹ کے آگے آ کر دھما چوکڑی کی جس کی بنا پر وہ ہودج سے ایک چٹان پر جا گری تھیں اور اس کی وجہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ یہ شخص فتح مکہ کے روز نکل بھاگا، پھر مسلمان ہو گیا۔

۷. ابن خطل کی دو لونڈیوں میں سے ایک قتل کی گئی۔ (بعض روایات کے مطابق دونوں قتل کی گئیں)

۸. ابن خطل کی دوسری کے لیے امان طلب کی گئی اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

۹. اسی طرح کسی نے سارہ کے لیے امان طلب کی، اور وہ بھی مسلمان ہو گئیں۔

۱۰. حارث بن طلال خزاعی، مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ اسے علی رضی اللہ عنہ نے قتل

کیا۔

۱۱. حمزہؓ کے قاتل وحشی بن حرب نے طائف میں پناہ لی، جب طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگا تو لوگوں نے وحشی کو مشورہ دیا کہ تم بھی وفد کے ساتھ چلے جاؤ، کہ رسول اللہ ﷺ سفراء کو قتل نہیں کر سکتے، مدینہ پہنچ کر دفعتاً کلمہ پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آگیا آپؐ نے وحشی سے پوچھا تم ہی نے حمزہؓ کو شہید کیا تھا، انہوں نے شرمندگی سے عرض کیا آپؐ نے جو سنا ہے صحیح ہے، آپؐ نے فرمایا اگر ہو سکے تو تم اپنا چہرہ مجھے نہ دکھلاؤ وحشی تعمیل ارشاد میں فوراً ہٹ گئے

ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں فتنہ ارتداد اٹھا تو وحشی نے کہا اب وقت ہے کہ میں مسیلمہ کو قتل کر کے حمزہ کے خون کا کفارہ ادا کر دوں؛ چنانچہ وہی نیزہ جس سے حمزہ کو شہید کیا تھا، لے کر مسیلمہ کے مقابلہ میں جانے والی مہم کے ساتھ ہو گئے اور میدان جنگ میں پہنچ کر مسیلمہ کی تاک میں لگے رہے، وہ ایک دیوار کے سوراخ کے پار نظر آیا، انہوں نے نیزہ تان کر اس کے سینہ پر ایسا وار کیا کہ نیزہ سینہ کے پار ہو گیا، اس طرح دنیا کے ایک بہترین انسانوں میں سے ایک کو قتل کرنے کا کفارہ دنیا کے ایک بدترین دشمن کا خاتمہ کر کے ادا کر دیا۔

۱۲. ہند بنت عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اِس نڈر و بے باک خاتون کے قبولِ اسلام کے موقع پر نبی ﷺ سے گفتگو اگلی سطور میں آرہی ہے، اُحد میں جو کچھ کردار رہا اور نبی ﷺ کی افواج کے مکے میں داخلے کے وقت جو کچھ مکالمہ اس کے اور اس کے شوہر، ابو سفیان کے درمیان ہوا وہ قارئین پچھلے باب میں پڑھ چکے ہیں۔

۱۳. کعب بن زہیر نے اسلام قبول کیا۔ آپؐ نے کعب کی گذشتہ خطاؤں سے درگزر فرمایا۔ کعب نے اپنا مشہور قصیدہ بانت سعاد سنایا، جو اسی وقت کے لیے کہہ کر لائے تھے۔ اس حسنِ تلافی سے کعب نے رسول اللہ ﷺ کا دل خوش کر دیا د آپؐ نے اپنی چادر اُن کو انعام میں عطا فرمائی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں یہ چادر اُن کے بچوں سے خرید لی۔ بنو امیہ کے بادشاہ اسے عید کے روز اوڑھ کر نکلتے تھے۔

❄❄❄❄

اب مرحلہ نئے اسلام قبول کرنے والے قریش کے لوگوں سے عہدِ بیعت لینے کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کوہِ صفا پر، اونچائی پر تھے اور آپؐ سے نیچے عمر بن خطابؓ اسلام قبول کرنے والے مردوں سے عہد و پیمان لے رہے تھے۔ لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ جہاں تک ہو سکے گا آپؐ کی سمع و طاعت

سے منہ نہیں پھیریں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے تو وہیں صفاہی پر عورتوں کی بیعت شروع ہوئی۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آپؐ سے کچھ نیچے بیٹھے تھے۔ طریقہ یہ تھا کہ آپؐ کو جو عہد لینا ہوتا آپؐ اُسے اپنی زبانِ مبارک سے ادا کر دیتے کہ عمرؓ سُن لیں، پھر عمرؓ با آوا بلند اُسے دہرا دیتے تاکہ عورتوں کا گروہ سُن کر اُس کی پابندی کا اقرار کر کے بیعت کی تکمیل ہو جائے۔

ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ کو بھی یقین آ گیا کہ جھوٹے معبود قریش کی کوئی مدد نہیں کر سکے اور حقیقی معبود بس ایک اللہ ہی ہے جس نے اپنے نبیؐ کی نصرت فرمائی۔ اس یقین کے بعد اُس کے لیے لمحے بھر بھی کفر پر رہنا گوارا ہو گیا۔ وہ بیعت کرنے والی خواتین کے گروہ میں شامل ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے (بیعت شروع کی) تو فرمایا: میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بات دہرائی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اور چوری نہ کرو گی۔۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہی بات با آواز بلند دہرائی اس پر ہند سے نہ رہا گیا، بڑی بذلہ سنج اور اپنے وقت کی لیڈر خاتون تھی با آواز بلند بولی کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہے۔ اگر میں اس کے مال سے کچھ لے لوں تو؟ ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو وہیں موجود تھے، اُن سے بھی نہ رہا گیا اور کنجوسی کے الزام میں جواباً کہا کہ تم جو کچھ لے لو وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اندازہ نہیں تھا کہ عورتوں کے اس گروپ میں ابو سفیانؓ کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی موجود ہے، آپؐ نے ہند کو پہچان لیا اور مسکرانے لگے۔ فرمایا: اچھا ______ تو تم ہو ہند؟ وہ بولی: ہاں، اے اللہ کے نبیؐ، جو کچھ گزر چکا ہے اُس سے در گزر فرمائیے، اللہ آپؐ کو معاف فرمائے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اور زِنا نہ کرو گی۔ اس پر ہند نے کہا: بھلا کہیں حُرَّہ (آزاد عورت) بھی زنا کرتی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہند نے کہا: ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا پوسا بڑا کیا اور آپ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ اس لیے آپ اور وہی بہتر جانیں۔ یاد رہے کہ حنظلہ بن ابی سفیان بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اِس جملے پر عمر رضی اللہ عنہ بہت محظوظ ہوئے اور ہنسنے لگے، رسول اللہ ﷺ بھی مسکرا دیے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اور کوئی بہتان نہ گھڑو گی۔ ہند نے کہا: واللہ! بہتان بڑی بُری بات ہے اور آپؐ ہمیں واقعی رشد اور مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اور کسی معروف بات میں رسولؐ کی نافرمانی نہ کرو گی۔ ہند نے کہا: اللہ کی قسم! ہم یہاں اپنے دلوں کے اندر یہ سوچ کر نہیں بیٹھی ہیں کہ آپؐ کی نافرمانی بھی کریں گی۔ پھر واپس ہو کر ہند رضی اللہ عنہا نے اپنا بُت کو توڑنا شروع کیا۔ وہ اسے توڑتی جاتی تھیں اور کہتی جا رہی تھیں کہ ہم نے تجھ سے بڑا دھوکہ کھایا!

❄❄❄❄

پہلے دن کی انتہائی اہم مصروفیات سے فارغ ہو کر، جن کا تذکرہ اس باب میں اب تک کیا جا چکا، دوسرے روز سے آپؐ نے کچھ دیگر اہم کاموں، اقدامات اور اصلاحات پر توجہ دی جن میں سرِ فہرست مکہ کے قریشی نومسلموں کی دینی تربیت کے لیے کچھ دن اُن کے ساتھ گزارنا تھے تاکہ وہ آپؐ کی اور قدیم مسلمانوں خصوصاً مہاجرین قریش کی صحبت میں شب و روز زندگی گزارنے کے آدابِ سیکھ لیں۔ نبی علیہ السلام سے براہ راست قرآن کی تلاوت کی سماعت کریں اور تزکیہ حاصل کریں۔ ایک اہم کام آپ ﷺ نے یہ کیا کہ کے حدود حرم کے جتنے سنگِ میل بوسیدہ اور ٹوٹ گئے تھے اُن کی مرمت کرنے اور ایستادہ کرنے کا کام ابو اسید خزاعی کے سپرد کیا جو انھوں نے عمدگی سے انجام دے دیا۔ اس کام سے اہلِ مکہ اور عرب میں یہ اطمینان پیدا ہوا کہ نیا دین حرم کی حفاظت میں پیش پیش ہے اور اُن کے دلوں سے مشرکین و یہود کے ڈالے ہوئے خدشے نکل گئے۔

آپؐ کے پیشِ نظر کاموں میں ایک بہت ہی اہم کام شرک کے مظاہر، بت خانوں کا انہدام تھا۔ چھوٹے چھوٹے بت خانے تو جا بجا تھے اور بت تو ہر گھر کی نحوست تھے جنھیں زینت سمجھ کر مشرکین نے رکھا ہوا تھا۔ اِن بتوں کو اور اِن کے متعلقات کو توڑنے کا تو ایک اعلانِ عام کر دیا گیا تھا، اوپر کی سطور میں آپؐ ہند بنت عتبہ کے بت توڑنے کا پڑھ ہی چکے ہیں، یہ کام ہر گھر میں ہو رہا تھا، مشرکین کو مکہ سے نکل جانے کا حکم تو ابھی نہیں ہوا تھا لیکن بتوں کو توڑ دینے کا حکم جاری کر دیا گیا تھا۔ آپؐ کے منادی نے شہر بھر میں اعلان کیا کہ جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں کوئی بت توڑے بغیر نہ چھوڑے۔ جب کبھی بھی نظریے کی طاقت کی بنیاد پر نہ کہ نام نہاد مسلمانوں کے پاپولر ووٹ کی بنیاد پر اسلام غالب آئے گا، شرک کو اور اُس کے مظاہر کو مٹانا اُس کی اوّلین ترجیحات میں اوّلین ہو گا، خواہ کسی اکثریت یا اقلیت یا عالمی اداروں اور طاقتوں کو اچھا لگے یا نہ لگے۔

❄❄❄❄

قارئین کو شاید یاد ہو کہ پانچویں سالِ نبوت میں سُوْرَۃُ النَّجْم نازل ہوئی تھی جو اس کتاب کی تیسری جلد کے باب ۷۴ میں اپنی نزولی ترتیب پر زیرِ بحث لائی گئی ہے۔ اِس سورہ مبارکہ میں بت پرستی کی نامعقولیت کو ظاہر کرنے کے لیے خاص طور پر تین دیویوں کو بطور نمونہ پیش کیا ہے جن کو مکہ، طائف، مدینہ، اور نواحی حجاز کے لوگ پوجتے تھے: اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ [بھلا تم نے لات، عُزّٰی، اور تیسری مناۃ پر کبھی کچھ غور بھی کیا؟ کیا بیٹے تمھارے لیے ہوں اور بیٹیاں اُس کے (یعنی اللہ کے) لیے؟ یہ تو بڑی نا روا تقسیم ہوئی!]

مکے کے اطراف میں چار مشہور بت خانے تھے، تین قریب میں اور ایک طائف میں جو ذرا دور تھا اور طائف کا علاقہ ابھی اسلامی حکومت کی قلمرد میں شامل بھی نہیں ہوا تھا۔ اب ہم بت خانوں کو توڑنے کے لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھیجے ہوئے دستوں کی تفصیل کا مطالعہ کریں گے اور ساتھ ہی اِن بت خانوں کے بارے میں کچھ مفید معلومات بھی نوٹ کر سکیں گے۔

لات، دور جاہلیت میں اہل عرب کے ایک بت کا نام ہے جو مربع شکل کا تھا اور سفید پتھر کا بنا ہوا تھا اور اسے اہل عرب خدائی درجہ دیتے اور اس بت کی عبادت کرتے تھے۔ لات کا استھان طائف میں تھا یہ در حقیقت عرب کی تین بڑی دیویوں میں سے ایک دیوی تھی۔ بنو ثقیف نے اپنے اِس خدا (دیوی) کے آستانے کو بچانے کی خاطر کعبے کو توڑنے جانے والے ابرہہ کو مکے کا راستہ بتانے کے لیے بَدرَقے (راستہ بتانے والے گائڈ) فراہم کیے تاکہ وہ لات کو نہ توڑے۔

مفسرین کی قیل و قال کے مقابلے میں قرآن مجید کی آیات کے واضح معانی اور ہر ابہام سے پاک بیان کو ہر تاویل اور تفسیر پر فوقیت حاصل ہے چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں اِن کو دیویاں کہا گیا ہے اور پہلی دیوی کا نام لات بتایا گیا ہے، اس کے مقابلے میں اگر کوئی اِسے دیوتا (مذکر) گردانتا ہے یا لات کے علاوہ کوئی اور نام تجویز کرتا ہے تو وہ قرآن کی مہیا کی ہوئی معلومات سے انحراف ہے۔ فتح مکہ کے فوراً بعد طائف کے بت خانے کو توڑنا ممکن نہیں تھا کیوں کہ ابھی اسلام کا اقتدار وہاں قایم نہیں ہوا تھا اور اِس وقت مشرکین نے اُس کو اپنی آخری پناگاہ بنایا ہوا تھا۔

❄❄❄❄

مَناۃ کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے قدید کے مقام پر تھا یثرب کے قبائل اوس و خزرج کے علاوہ بنو خزاعہ بھی اس کے بڑے معتقد تھے۔ کعبہ کی طرح اس کا حج بھی کیا جاتا تھا اور پجاریوں کا پیٹ بھرنے کے لیے اس پر نذر و نیاز کی جاتی تھیں۔ حج سے فارغ ہو جاتے تو وہیں سے مناۃ کی زیارت کے لیے لبیک لبیک کی صدائیں بلند کر دیتے اور جو لوگ اس دوسرے "حج" کی نیت کر لیتے وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔

انہدامِ مناۃ

اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ایک دستے پر امیر بنا کر مَناۃ کی جانب روانہ

کیا گیا۔ وہاں پہنچے تو اس کے مجاور نے ان سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مناۃ کو ڈھانے کے لیے آیا ہوں۔ مجاور نے کہا کہ تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ سعد رضی اللہ عنہ کا دستہ مناۃ کی طرف بڑھا تو ایک کالی ننگی، پراگندہ سر عورت نکلی۔ وہ اپنا سینہ پیٹ پیٹ کر ہائے ہائے کر رہی تھی۔ مجاور نے اُس عورت سے کہا، مناۃ! اپنے کچھ نافرمانوں کو پکڑ لے۔ لیکن اتنے میں سعد رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر تیزی سے آگے بڑھ کر بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

❄❄❄❄

عُزّیٰ عزت سے ہے اور اس کے معنی عزت والی کے ہیں۔ یہ قریش کی خاص دیوی تھی اور اس کا استھان مکہ اور طائف کے درمیان وادیِ نخلہ میں سوق عکاظ کے قریب تھا۔ بنی ہاشم کے حلیف قبیلہ بنی شیبان کے لوگ اس کے مجاور تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل خصوصاً بنو غطفان کے لوگ اس کی پوجا کرتے اور اس پر نذریں چڑھاتے اور اس کے لیے قربانیاں کرتے تھے۔ کعبہ کی طرح اس کی طرف بھی ہدی یعنی قربانی کے جانور یہاں لا کر ذبح کرتے اور نذرانے چڑھاتے۔ تمام دوسرے بتوں سے زیادہ اس کی عزت و تکریم کی جاتی۔

انہدامِ عُزّیٰ

ایک ہفتے بعد ۲۵ رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں عُزّیٰ کو نابود کرنے کے لیے تیس سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا، جس نے نخلہ جا کر اسے ڈھا دیا۔ واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے کچھ دیکھا بھی تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تب تو درحقیقت تم نے اسے ڈھایا ہی نہیں۔ پھر سے جاؤ اور اسے ڈھا دو۔ خالد رضی اللہ عنہ جب دوبارہ پہنچے تو ملبے سے نکل کر ان کی جانب ایک ننگی، کالی، پراگندہ سر عورت نکلی۔ مجاور اسے چیخ چیخ کر پکارنے لگا۔ لیکن اتنے میں خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اُس عورت کے دو ٹکڑے کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے تو آپؐ نے بتایا، وہی عُزّیٰ تھی۔ لوگوں کو یقین آگیا کہ اب سرزمین حجاز میں کبھی بھی اس کی پوجا نہیں کی جائے گی۔

❄❄❄❄

انہدامِ عُزّیٰ سے فراغت کے بعد خالد بن ولیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو جَذیمہ کے سامنے اسلام کو پیش کرنے کے لیے بھیجا۔ وہاں کچھ ناگوار صورت درپیش آئی اور خالدؓ نے اُن کے کچھ لوگوں کو بنو سُلیم کے ہاتھوں قتل کروا دیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دہرا کر فرمایا: اے اللہ! خالدؓ نے جو کچھ کیا میں اس سے تیری طرف برأت اختیار کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیج کر

مقتولین کی دیت ادا کی اور ان کے نقصانات کا ازالہ فرمایا۔ اس قضیے میں خالدؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ کے درمیان کچھ نرم گرم گفتگو بھی ہوئی۔ اس بات کی جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: خالد! ٹھہر جاؤ۔ میرے اصحاب (سابقون الاولون) کو کچھ کہنے سے باز رہو۔ اللہ کی قسم! اگر اُحد کا پہاڑ سونے کا بن جائے اور وہ سارے کا سارا تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی میرے اِن اصحاب میں سے کسی ایک کی ایک صبح کی عبادت یا ایک شام کی عبادت کی قدر و قیمت کو نہیں پا سکتے۔

❄❄❄❄

انہدامِ سُواع

انہدامِ عُزّیٰ کے بعد سول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک دستہ سُواع نامی بُت خانے کے انہدام کے لیے روانہ کیا۔ یہ مکہ سے تین دن کے فاصلے پر رہاط میں بنو ہذیل کا ایک بت تھا۔ عمروؓ سے مجاور نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ڈھانا؛ اس نے کہا: تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ عمروؓ نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا کہ (انجانی طاقت سے) روک دیے جاؤ گے۔ عمروؓ نے کہا کہ تم پر افسوس کہ تم اب تک باطل پر ہو؟ کیا یہ سنتا یا دیکھتا ہے؟ اس کے بعد بت کو توڑ ڈالا پھر مجاور سے پوچھا کہ کہو (تمھارا معبود) کیسا رہا؟ اس نے کہا، میں اللہ کے لیے اسلام لایا۔

☆☆☆☆

مکہ میں نبی ﷺ کا قیام اور کام: مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اُنیس ۱۹ روز قیام فرمایا۔ عید الفطر یہیں گزری، اس طرح مکہ کے نو مسلموں نے آپؐ سے اخلاق و عادات، نماز روزہ، عمرہ، انفاق فی سبیل اللہ، شادی بیاہ، تعزیت اور تدفین، تہوار منانا وغیرہ وغیرہ تمام چیزیں براہِ راست سیکھ لیں۔ مزید تعلیم و تربیت، تزکیے اور لوگوں کے دین سے متعلق استفسارات کے جوابات کا کام معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے چھوڑ دیا۔

یہ سرداریوں کے ختم ہو جانے کا خطرہ تھا کہ جس کی بنا پر سرداران قریش ایمان نہیں لائے تھے اور اپنے قبیلوں کے لوگوں کو بھی اسلام سے دور رکھا تھا۔ فتح مکہ کے بعد قبائلی حکومتوں کا نظام ختم ہو گیا اور ایک مرکزی نظامِ حکومت قایم ہوا جس میں کسی بھی سردار کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ایک نوجوان نو مسلم عتّاب بن اسیدؓ کو مکہ کا گورنر بنا دیا۔ اِس طرح پورا جاہلی نظام بیخ و بُن سے سے اُکھاڑ پھینکا گیا، اُس کی کوئی نشانی نہیں چھوڑی گئی۔

❄❄❄❄

مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ، درحقیقت ابراہیمی ورثے کا اپنے جائز وارثین کے پاس آنا تھا۔ بت پرستی کی قوت

مکمل طور پر ٹوٹ گئی۔ اب جزیرۃ العرب میں اس کے باقی رہنے کی کوئی گنجائش اور کوئی وجہ جواز نہ رہ گئی۔ تمام عربوں کا یقین تھا کہ حرم پر وہی قابض ہو سکتا ہے جو حق پر ہو۔ ان کے اس پختہ اعتقاد میں مزید حد درجہ پختگی نصف صدی پہلے اصحابِ فیل (اَبرَہَہ اور اس کی فوج) کی آسمانی عذاب سے ناکامی کی بنا پر آگئی تھی۔ اِس اعتقاد نے پورے عرب کے قبائل کو یقین دلا دیا کہ نئے دین (مشرکین قریش نے اسلام کو یہی نام دیا تھا) کا ماننا در حقیقت سچائی کو ماننا ہے، یہی لوگ حق پر ہیں۔ اس خیال کے عام ہو جانے نے آنے والے دنوں میں عرب میں پھیلے ہوئے تمام قبائل کو آمادہ کیا کہ وہ اسلام کو قبول کر لیں، قبیلوں کے قبیلے اور بستیوں کی بستیاں مسلمان ہونے لگیں۔

☆☆☆☆☆

پس نوشت

اللہ کے رسول ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا کام کر دیا آنے والے دنوں میں وہ لوگ جو اسلام قبول کرنے میں ہچکچا رہے تھے اور سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ اسلام کیا ہے اور مسلمان بننے کے بعد اُن کی کیا ذمہ داریاں ہوں گی، اُن کا بھی مسلمان بننے کے ایک عوامی طوفان کے آگے رکنا ناممکن ہو گیا، سمجھ میں آئے یا نہ آئے اسلام قبول کر کے 'بڑے' لوگوں میں شامل ہونا ایک فیشن بن گیا[1]۔ یہی بھیڑ چال اور فیشن میں ایمان لانے والے رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بند ہوتے ہی ارتداد، منع زکوٰۃ، خروج اور فرقہ بندی کے فتنوں کے اسیر ہوئے، جن پر آپؐ کے جانشینوں نے قابو پایا لیکن تاریخ کا پہیا گھومتا رہا اور انجامِ کار ترکِ صلوٰۃ، تکاثر، موسیقی، جاہلی عقائد و بدعات اور عیش کوشی غیر شعوری مسلمانوں کا شیوہ بنی؛ پھر یہ اپنی ہی جیسی اسلام سے ناآشنا اور اُس کے مطالبات سے غافل، غیر شعوری نسلی مسلمان اولاد ورثے میں چھوڑ کر مرتے رہے۔ مذکورہ کردار کی بیماریاں کورونا وائرس کی مانند امت میں پھیلتی رہیں، آج کلمہ گو انسانوں کی غالب اکثریت انھی نفاق کے مارے بیماروں پر مشتمل ہے۔ سیرت و کردار کی قوت کے ساتھ تبلیغ و تلقین سے اِن کو اسلام سے آشنا کرانا، زندگیوں کو نفاق سے پاک کرنے پر آمادہ کرنا اور دین کے مطالبات پورے کرنے کے لیے اِن کو کھڑا کرنا، کرنے کا اصل کام ہے تاکہ پھر اللہ کا دین غالب ہو سکے اور یہ نادان جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

---

1 جس طرح آج پوری غیر ترقی یافتہ قوموں اور خصوصاً کلمہ گو صاحبانِ اقتدار و سرمایہ کے لیے دنیا پر غالب مغربی تہذیب کی نقالی اختیار کرنا اور اسلام کو پرائیویٹ بزندگی کے لیے محض چند رسومات کا مذہب ماننا ایک فیشن ہے۔